انشائی طرز

حصہ دوم

سوال 2

مختصر سوالات کے جوابات

XII

مرکزی خیال:

اس نظم میں شاعر نے نوجوانوں سے جن باتوں کی تلقین کی ہے وہ:

1- وطن کی خاطر اپنا تن، من، دھن سے قربانی دو۔

2- ہر طرح کے حالات میں وطن کے دفاع کے لیے تیار رہو۔

3- وطن کی محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر آگے بڑھو۔

KHYBER PAKHTUNKHWA KHYBER PAKHTUNKHWA KHYBER PAKHTUNKHWA

4- وطن کی حفاظت کی راہ میں مشکل حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرو۔

5- اگر اس جدوجہد میں زندہ بچ گئے تو غازی کہلاؤ گے اور اگر مر گئے تو شہادت کے رتبے پر فائز ہو جاؤ گے۔

5

XI

مخالفین کے الزامات:

سقراط پر اس کے مخالفین نے درج ذیل الزامات لگائے۔

1- سقراط ایتھنس کے نوجوانوں کے اخلاق خراب کر رہا ہے۔

2- سقراط لڑکوں کو والدین کی اطاعت سے روک رہا ہے۔

3- سقراط لوگوں میں وطن مخالف جذبات ابھار رہا ہے۔

سقراط کی سزا:

مخالفین کے الزامات کے نتیجے میں سقراط کو قید کر لیا گیا

اور عدالت میں بھی تحقیقات کے بعد سقراط
کو مجرم قرار دیا اور سزائے موت سنا دی۔
یونان میں اس وقت سزائے موت کے لئے
زہر کا پیالہ دیا جاتا تھا۔ چنانچہ سقراط کو
بھی زہر کا پیالہ پیش کیا گیا۔ اس نے
بلا تکلف زہر کا پیالہ پی لیا۔

(vi)

سبق کا نام:- دیا گیا سوال نصاب میں
افسانہ "مائیں" سے لیا گیا ہے جس کے
مصنف "احمد ندیم قاسمی" ہے۔

راجہ صاحب کا جواب:

محلے کے بزرگ
کے سمجھانے پر راجہ صاحب نے کہا کہ یہ
عورتوں کا معاملہ ہے اور ہم مرد لوگ عورتوں
کے معاملات میں دخل دیتے ہوئے اچھے نہیں
لگتے۔ اور آپ اگر ہماری بیگمات کو
سمجھانے کا کام اپنی بیگم کے ذریعے کروائیں
تو زیادہ مناسب ہوگا۔ الگ الگ رکھے ہوئے دو

برتن بھی ٹکرا کر بج اٹھتے ہیں۔ یہ دونوں تو ماشاءاللہ جیتی جاگتی اور بولتی چالتی عورتیں ہیں۔

VII

اخلاقی سبق:

افسانہ "کتبہ" سے جو اخلاقی سبق ملتا ہے وہ یہ ہے:

1۔ زندگی خواہشات و تمناؤں کا دوسرا نام ہے۔

2۔ ہم ساری زندگی اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے محنت اور دوڑ دھوپ کرتے رہتے ہیں لیکن موت آکر ہماری تمناؤں اور خواہشوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔

3۔ اس لیے انسان کو اپنی حیثیت سے بڑھ کر خواب نہیں دیکھنے چاہیے۔

4۔ اپنی پاؤں اتنے پھیلانے چاہیے جتنی کہ چادر ہو۔

5۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

XIII

تفصیلیہ

علامت:- تفصیلیہ کی علامت (:-) ہے۔

استعمال:- اس کا استعمال درج ذیل مواقع پر ہوتا ہے۔

1- جب کوئی تفصیل بیان کرنی ہو۔ جیسے لائبریری کے لئے خریدی گئی کتابوں کی تفصیل یہ ہے:- آبِ گم ، دیوانِ غالب ، کلیاتِ اقبال۔

2- جب کسی عبارت میں مثال پیش کرنی ہو جیسے موصوف صفت سے مل کر بننے والے مرکبات کو مرکبات توصیفی کہتے ہیں۔
مثال:- ٹھنڈا پانی ، نخلِ سبز

3- جب کسی عبارت میں تفصیل لکھنی ہو۔ جیسے ذرا میری روداد سنو:- میں ٹھیک دس بجے گھر سے نکلا ، بس سٹاپ پر کھڑا ہوا۔

7

ماسٹر الیاس:

ماسٹر الیاس سیدھے سادے آدمی تھے۔ وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ کسی کو دھوکہ نہیں دیتے تھے۔ مبالغے سے کام نہیں لیتے تھے۔ نہ شیخی بھگارتے تھے۔ کسی کو خوفزدہ نہیں کرتے تھے۔ اپنے کام سے کام لیتے تھے۔ اس کی شکل و صورت اچھی نہیں تھی۔ ان کی گفتگو میں گرائمر کی غلطیاں اور علم بیان کی غلطیاں بھی ہوتی تھی۔

دوستی نا کرنے کی وجہ:

ہیرا پھیری نہیں کرتے تھے اور دھوکہ بازی بھی نہیں کرتے تھے اور ان کی گفتگو میں گرائمر اور علم بیان کی غلطیاں بہت زیادہ تھیں جس کی وجہ سے سننے والے کو بوریت محسوس ہوتی تھی۔ اس وجہ سے لوگ ماسٹر صاحب سے دوستی کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔

X

خلاصہ نظم

نظم "بڑے ڈرپوک ہو" میں وزیر آغا تاروں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تم بڑے ڈرپوک ہو کیونکہ تم صرف دن کو نکلتے ہو۔ کبھی کبھار کسی ممتا کی آنسوؤں کی شکل میں ہو کبھی مہکتی چاندنی میں خاموشی سے آتی ہو۔ کبھی روشنی کی بے شمار مینخوں کی شکل میں اندھیرے میں نکل آتے ہو۔ مگر ایسی حالت میں کہ نہ جیتے ہو اور نہ مرتے ہو۔ تمہیں اپنا بھی معلوم نہیں کہ دن کتنا روشن اور طویل ہوتا ہے۔ اور تم اس تارے کے دیدار سے بھی محروم ہو جو دن کو نکل کر اپنی بہادری کا ثبوت دیتا ہے۔ وہ بہادر تارا ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تن تنہا میدان میں آتا ہے اور شام کے ہنگامے میں ولا خود اپنے ہی ہاتھوں قتل ہو جاتا ہے۔

١٧

استدراکی جملہ

تعریف:

"استدراکی جملے وہ جملے ہیں جس میں عموماً دو جملوں کا آپس میں مقابلہ کیا جاتا ہے اور ایک جملہ دوسرے کی شک کو رفع کرتا ہے۔"

حروف کو استعمال کرتے ہوئے چار جملے:

1- وہ شریف باپ کا بیٹا ہے مگر انتہائی آوارہ ہے۔

2- وہ وعدے تو کرتا ہے لیکن یاد نہیں رکھتا۔

3- وہ دوست تو ہے پر مصیبت کا ساتھی نہیں۔

4- اسلم نے لڑکے کو مارا ہی نہیں بلکہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیے۔

١١

عبدالودود قمر:

عبدالودود قمر ضیا جعفری کے دوست تھے۔ ان کی دوستی سارے

شہر میں ضرب المثل بن چکی تھی۔ وہ ایک دوسرے پر جان چھڑکتے تھے۔ دائرہ ادبیہ کے قیام اور ترقی میں ضیا جعفری کے دست راست عبدالودود قمر ہی تھے۔ وہ دائرے کے ناظم اعلیٰ اور سرپا دھرتا تھے۔ ضیا جعفری اور قمر صاحب دونوں ادب کے رسیا تھے۔ ان دونوں کو تصوف کی چاٹ بھی تھی۔ صحافتی میدان میں بھی ہم قدم تھے مگر دونوں کے سیاسی نظریات مختلف تھے۔ قمر صاحب روزنامہ "انگار" کے نائب مدیر بھی تھے جبکہ ضیا جعفری ایڈیٹر تھے۔

دائرہ ادبیہ کے مصنفین:

دائرہ ادبیہ کا قیام ضیا جعفری اور عبدالودود قمر صاحب نے کیا تھا۔ ضیا جعفری دائرہ کے صدر اور قمر صاحب ناظم اعلیٰ اور سرپا دھرتا تھے۔ ان کے علاوہ فارغ بخاری، نذیر مرزا برلاس، مظہر گیلانی، مبارک جبین، محسن احسان، اسیر انور ضیائی، مسلم شاکی، حکمر کاظمی اور خالص ملک شامل تھے۔

iii

غلط فہمی:

1261ء میں "دہلی کا ایک مشاعرہ" کالج کے سرور اکثیں مصروف دکھنے کے لیے فرحت اللہ بیگ شروع ہونے میں تاخیر ہوئی تو لوگوں کی توجہ مبذول کرانے کا نقشہ کھینچا اور پھر مولوی کریم الدین صاحب اسٹیج پر آگئے۔ ابتدا میں فرحت اللہ نے پرانے زمانے کی دہلی کا پانی پت سے آنا مذاقیہ انداز سے بیان کیا۔ ان کی پھٹی ہوئی جوتیوں، ان کی وحشت زدہ شکل اور ان کی مفلسی کا نقشہ خدا جانے کن الفاظ میں کھینچ گیا۔ کریم الدین کا حال بیان کرتے کرتے اس کا اشارہ مولوی وحید الدین کی طرف ہو گیا۔ مولوی وحید الدین کے والد بھی پانی پت سے آئے تھے۔ لوگ اب اس مغالطے میں پڑ گئے کہ مولوی کریم الدین ہی مولوی وحید الدین کے والد تھے۔

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

سوال - ۳

(ب)

6

حوالہ متن:

سبق کا نام: "شہرتِ عام اور بقائے دوام کا دربار"۔
مصنف کا نام: مولانا محمد حسین آزاد۔
صنف: تمثیلی مضمون۔
ماخذ: نیرنگِ خیال۔

سیاق و سباق:

محمد حسین آزاد نے دیکھا کہ فقط ایک کرسی خالی ہے اور بس اتنے میں آواز آئی کہ آزاد کو بلاؤ۔ ساتھ ہی آواز آئی کہ شائد وہ اس جرگے میں بیٹھنا قبول نہ کرے مگر وہاں بھر سے کوئی بولا کہ جس جن لوگوں میں بیٹھا دو گھڑی بیٹھ جائے گا۔ اتنے میں چند اشخاص نے غل مچایا کہ اس کے

قلم نے ایک جان سے لڑائی باوجود رکھی ہے اسے دربار شہرت میں جگہ نہ دینی چاہیئے۔

تشریح:

اس مقدمے پر بحث و تکرار شروع ہوئی مجھے خیال آیا کہ شرم نہ کر کے آگے چلا جاؤں اور اپنے رائے کا اظہار کر سکوں کہ مجھے ہدایت دینے والے ساتھی (زحمت کے فرشتے) نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میرے کان میں کہا کہ ابھی تمہیں کہنے کا موقع نہیں اتنے میں نیند سے بیدار ہوا۔ میں اس لڑائی کو بھی بھول گیا اور اللہ تعالیٰ کا لاکھو لاکھ شکریہ ادا کیا کہ عصبیت سے دربار میں جگہ ملی یا نہ ملی کہ شکر ہے مجھے ایک نئی زندگی ملی۔

سوال ۔ ۶

(ب)

حوالہ:

غزل: فیض احمد فیض

ماخوذ: زنداں نامہ

تشریح:

اس شعر میں فیض انقلابی انداز اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو شخص عزت و وقار کے ساتھ پھانسی کے تختے پر قدم رکھتا ہے کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر اپنی جان کی قربانی دیتا ہے اور اپنے خون کا نذرانہ پیش کرتا ہے تاریخ اسے ہمیشہ سنہرے الفاظ میں یاد رکھتی ہے وہ قوم کے ماتھے کا جھومر اور ان کے دلوں کی دھڑکن ہوتا ہے انسانی زندگی تو عارضی چیز ہے روز بیسوں مرتے ہیں اور بیسوں پیدا ہوتے ہیں۔ مگر اصل وہ زندگی اور وہ موت قابل قدر قابل ستائش ہے جو کسی عارفہ و اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر ہو۔

کرو کج جبیں پہ سرِ کفن مرے قاتلوں کو گماں نہ ہو
کہ غرورِ عشق کا بانکپن، پسِ مرگ ہم نے بھلا دیا

تشریح:

شاعر فیض کہتے ہیں کہ عشق

ایک ایسا کھیل ہے کہ اس میں جو چاہے حصہ
لے سکتا ہے۔ اس کھیل میں ہارنے یا خوفزدہ
ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر عشق
کے کھیل میں کوئی آزمائش آ جائے تو
اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دو اور ہار جیت
کی پروا نہ کرو۔ کیونکہ عشق کی بازی
اگر تم جیت گئے تو مسئلہ ہی حل ہو گیا اور
اگر خدانخواستہ شکست بھی تمہاری ہار
نہیں ہے کیونکہ سچا عاشق شکست کھا کر
بھی اس کھیل میں سرخرو ہی رہتا ہے۔
عشق کے کھیل میں ہار جیت کا کوئی الگ
مفہوم نہیں ہے۔ ہار ہو یا جیت، سچا عشق
دونوں صورتوں میں زندہ و جاوید رہتا ہے
اس لیے سچا عاشق نتائج کی پروا کیے بغیر
میدان عشق میں قدم رکھتا ہے۔ ہار
ہو یا جیت، سچا عشق دونوں صورتوں
میں زندہ جاوید رہتا ہے۔

c : ہار اور جیت کا امکان نہیں ہوتا
عشق میں کسی طور نقصان نہیں ہوتا

سوال نمبر ۔ ۲
مضمون
"مخلوط تعلیمی نظام"

لڑکے اور لڑکیاں اکھٹے کسی ایک درسگاہ میں تعلیم پاتے ہوں تو اس طریقے کو مخلوط تعلیم کا نام دیا جاتا ہے ۔ تعلیم کے متعلق بہت سے مسائل حل طلب پڑے ہیں ۔ یہ مسئلہ بھی ایک ملی مسئلہ ہے جس کو حل کرنا بھی نہایت ضروری ہے ۔ ابھی تک ہم تعلیم نسواں کا مسئلہ ہی حل نہیں کر سکے ۔ ان کے نصاب میں اختلاف پایا جاتا ہے ۔ ایک طبقے کا خیال ہے کہ جو تعلیم لڑکوں کو دی جاتی ہے وہی لڑکیوں کو دینی چاہیئے ۔ دوسرے طبقے کی رائے ہے کہ لڑکیوں کو صرف ایسی تعلیم دینی چاہیئے جس سے وہ گھر کی ذمہ داری سنبھال سکیں ۔ اور بطور نازک اپنے فرائض گھر کے اندر ہی سر انجام دے ۔

مخلوط تعلیم بھی ایک قومی اور ملی مسئلہ ہے ۔ اس کے متعلق بھی مختلف آراء ہیں ۔ آزاد خیال لوگوں کا نقطہ نظر ہے کہ لڑکوں اور

اور لڑکیوں کو اکھٹے تعلیم دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس میں بہت سے فائدے ہیں۔ ہمارا ملک ایک غریب ملک ہے اور الگ الگ درسگاہوں کے اخراجات کا متحمل نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مل جل کر آزادانہ تعلیم حاصل کرنے سے منفی جذبات بجتم ہو جاتے ہیں۔ اور سکون کے ساتھ حصول تعلیم کا کام جاری رہتا ہے۔ لڑکے اور لڑکیوں کو ایک دوسرے کو سمجھنے کا اچھی طرح سے موقع ملتا ہے۔ ان کی باہمی جھجک بھی دور ہو جاتی ہے۔ آپس میں تبادلہ خیالات سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہے۔

محفل علم میں جو بھی ضروری ہے ہنسی
ورنہ آنکھوں سے عقیدت کا اثر جاتا ہے

دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو مخلوط تعلیم کے حق میں نہیں ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ مخلوط تعلیم سے برا گندگی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ حیوانات میں صنفی میلان قدرت نے اس حد تک رکھا ہے کہ جو بقائے نسل کے لئے کافی ہو اور ان کی صنفی

کشش نے اس حد تک رکھا ہے کہ جو بقائے
نسل کے لئے کافی ہو اور ان کی صنفی
کشش ایک خاص مدت اور وقت کے تحت
پیدا ہوتی ہے

زمانہ تعلیم نوجوانی کا زمانہ ہوتا ہے۔
اس میں احساس ذمہ داری اور نیکی اور
بدی کی تمیز بہت کم ہوتی ہے اور
اکھٹے مل جل کر رہنے سے جنسی ہیجان
کو قابو میں رکھنا بہت ہی مشکل کام ہے
جب کہ ہمارے کالجوں کی فضا میں اخلاقی
اور مذہبی قیود بھی کم ہوں پر طالب
علم اپنے آپ کو آزاد سمجھتا ہے یہاں
تک کہ اللہ خود سری کی حد تک پہنچ
جاتا ہے۔

پھول ہوں دونوں مگر خوشبو رہے جدا
علم کی بزم میں پردہ رہے سدا

ان لوگوں کی رائے ہے کہ عورت صرف
عورت ہی کی ذمہ داریاں چار دیواری کے
اندر رہ کر ہی سنبھالے تو ٹھیک ہے۔
وہ کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کے جسم
میں مختلف صلاحیتیں ہیں۔ اسی لیے

قدرت نے ان کی ذمہ داریاں بھی مختلف بتائی ہے
مرد کا جسم سخت، پختہ محنت کا عادی اور
مشکلات کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوتا ہے
اور عورت جسمانی نظام نرم و نازک
اور اس طرح بنایا گیا ہے کہ وہ بچے کو
جنم دینے اور اس کی پرورش کرنے کے قابل
ہو۔ علاوہ ازیں ان کا یہ خیال بھی ہے
کہ اسلامی نقطہ نظر سے بھی مخلوط تعلیم کا
طریقہ غلط ہے۔ اس میں لڑکیوں کو بے پردہ
رہنا پڑتا ہے اور اس طرح بے حیائی بڑھتی
ہے اور معاشرہ خراب ہو جاتا ہے۔

مخلوط تعلیم ہو مگر ساتھ ہو لحاظ
ورنہ بگڑ جائے گا تہذیب کا راز۔